





# خاتم الدین

جلد ۱ ، ۱۰ جون ۱۹۵۵ء مطابق ۱۸ شوال ۱۳۷۴ھ { نمبر ۴

کرنے کے بعد ہی انھیں دکھایا گیا۔ اس سے انہوں نے اندازہ کیا کہ انھیں وزیر اعظم کا اعتماد حاصل نہیں۔ اس لیے وہ مستعفی ہو گئے ہیں۔

یہ دونوں واقعات ظاہر کرتے ہیں کہ مرکزی دستور کے انتخابات جیتنے کے لیے کیے گئے تھے کیلئے کیے جا رہے ہیں۔ ان واقعات کے بعد بھی فتح کس کی ہوگی یہ مستقبل قریب میں ظاہر ہو جائے گا۔

## دستور ساز اسمبلی کے انتخاب :

ہوں جوں دستور ساز اسمبلی کے انتخابات کی تاریخ نزدیک آرہی ہے۔ سیاسی دھڑے کھل کر ایک دوسرے کے سامنے آرہے ہیں۔ دستور میں پنجاب کی ۲۰ نشستیں ہیں۔ جن کے لیے ۶۲ مسلم لیگی امیدواروں نے مسلم لیگ کا ٹکٹ حاصل کرنے کے لیے درخواستیں دی ہیں۔ جن میں سندھ اور پنجاب کے گورنر خاں افتخار حسین ممدوٹ اور مسٹر شقائق احمد گورمانی اور مرکز کے پانچ وزراء چودھری محمد علی۔ میجر جنرل اسکندر مرزا۔ سردار عثمانی کرنل عابد حسین اور سردار امیر اعظم خاں شانی ہیں۔

اس طرح سے مسلم لیگ کے تین دھڑوں دو تہائی۔ گورمانی۔ ٹون کی دو ماہ پرانی لڑائی کا نیا دور شروع ہو گیا ہے اور اب لڑائی کے اس دور کا فیصلہ ۱۲ جون کو مرکزی پارلیمنٹری بورڈ کے اجلاس کے بعد ہی ہو سکے گا۔

اسی طرح صوبہ سرحد۔ سندھ اور کراچی کی ۹ مسلم نشستوں کے لیے ۲۴ مسلم لیگی امیدواروں نے ٹکٹ کی درخواست دی ہے۔ صرف تین وزراء نے مسلم لیگ کے ٹکٹ کے لیے درخواست نہیں دی۔ ان میں سے

- (۱) جنرل ایوب وزیر دفاع
- (۲) ڈاکٹر خاں صاحب وزیر مواصلات اور
- (۳) مسٹر سہروردی وزیر قانون ہیں۔

فتح و شکست پر مختلف قیاس آرائیاں ہو رہی ہیں۔ کیونکہ کوئی گروپ بھی مرکزی پارلیمنٹری بورڈ کے آخری فیصلہ کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں۔ ہر گروپ اسے آخری فتح و شکست سمجھ رہا ہے۔ اس لیے ہر ایک کی خواہش ہے کہ وہ کسی نہ کسی طرح مرکز میں پہنچ جائے۔

ع۔ م۔ بھٹان

(مدیر اعلیٰ)

میں کبھی مومن کبھی عیسے کبھی یعقوب ہوں۔۔۔ (۷) کوئی شخص محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ تو نبوت کا دعویٰ کر سکتا ہے اور نہ ہی حاکم دہی ہو سکتا ہے جیسا کہ قرآن کریم اور حدیث بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں درج ہے :-

(قرآن) الْيَوْمَ اكملت لکم دینکم

(حدیث) لا نبی بعدی

اس مقدمہ کا مکمل متن انشاء اللہ آئندہ شمار میں درج اجاد ہذا کیا جائے گا۔

## مشرقی بنگال میں پارلیمانی حکومت :-

آخر تقریباً دو سال بعد مشرقی بنگال میں پارلیمانی حکومت بحال کر دی گئی ہے اور نئی کابینہ نے مسٹر ابو حسین سرکار کی قیادت میں حلف و فدا داری اٹھا لیا ہے۔ ابو حسین سرکار وزیر اعلیٰ کے علاوہ محکمہ داخلہ کے انچارج بھی ہوں گے مسٹر اثرب الدین وزیر خزانہ و تعلیم ہوں گے۔ خوراک۔ زراعت عدلیہ اور قانون سازی کے محکمے مسٹر ہاشم الدین کو دینے لگے ہیں۔ مسٹر عبدالسلام مواصلات۔ تعمیرات۔ آبپاشی۔ صحت عامہ اور لوکل سلفٹ گورنمنٹ کے انچارج ہوں گے۔ ابھی کابینہ میں توسیع کے امکانات پائے جاتے ہیں۔

مسٹر محمد علی وزیر اعظم پاکستان مسخ سارکار ہیں۔ جنہوں نے مرکزی مصلحتوں کے پیش نظر عوامی گروپ کو نظر انداز کرتے ہوئے مشرقی بنگال میں پارلیمانی حکومت کو بحال کر دیا ہے اور اس طرح سے سیاسیات پر ایک سطحی نظر رکھنے والے عوام میں ایک مقام حاصل کرنے کی کوشش فرمائی ہے۔ ایک طرف وزارت کا قیام ہوا دوسری طرف گورنر مشرقی بنگال نے انتظامی وجوہ کے پیش نظر اپنا استعفیٰ پیش کر دیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ وزیر اعظم نے گورنر راج کے فرائض کے متعلق ان سے پوری طرح بات چیت نہیں کی۔ اور سرکاری اعلان نشر و اشاعت کے لیے روانہ

## قادیانی مسلمان ہیں :-

مؤرخہ ۱۰ جون ۱۹۵۵ء کے پاکستان ٹائمز میں مندرجہ بالا عنوان کے تحت ڈسٹرکٹ جج کیبل پور متعینہ راولپنڈی کے فیصلہ کے اقتباسات درج کئے گئے ہیں۔ جس میں قاضی جج نے لکھا ہے کہ قادیانی مسلمان نہیں۔ اس لیے قادیانی عورت مسلمان آدمی کے نکاح میں نہیں رہ سکتی۔ فاضل جج کو یہ فیصلہ کیسپٹ ڈیڑالین کی بیوی امت الکیم کی درخواست پر دینا پڑا۔ جو اس نے اپنا حق ہر طلب کرنے کے لیے دے رکھی تھی۔ ڈسٹرکٹ جج نے اپنے فیصلہ میں لکھا ہے :-

(۱) اس امر پر اجماع امت کا فیصلہ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا ہے۔

(۲) اور اس بات پر بھی اجماع امت ہے کہ جو کوئی ختم نبوت پر ایمان نہیں رکھتا۔ وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

(۳) اور اس بات پر بھی اجماع امت ہے کہ قادیانی حضرات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی نہیں سمجھتے اور اس لیے وہ مسلمان نہیں۔

(۴) مرزا غلام احمد (جس کا وہ خود اور اس کے ماننے والے سمجھتے ہیں) کا دعویٰ ہے کہ وہ وحی حاصل کرنے کا مجاز ہے۔

(۵) مرزا صاحب نے سلمان بننے کے لیے جو اصول اپنی پہلی کتابوں میں پیش کئے ہیں وہ ان کے دعوئے نبوت کو جھٹلاتے ہیں۔

(۶) مرزا صاحب نے دوسرے انبیاء علیہم السلام کی طرح نبی ہونے کا دعویٰ کیا۔ چنانچہ ان کے اپنے اشیاء میں سے

منم میح زماں منم کلیم خدا  
منم محمد واحد کہ جسے با شد

(ارج)

# سلطان محمود غزنوی کی تصویر کا حقیقی رخ

سید محبوب صاحب رضوی یونین

انگریز مورخین نے بڑی کاوش و باغی کے ساتھ محمود غزنوی کی جو تصویر پیش کی ہے۔ اس کا ایکسٹخ تو آپ نے ہندوستان کے سرکاری مدارس کی تارخوں میں دیکھا ہوگا۔ جس میں دولوں کی "قرضی حکایت" کو بڑے آب و رنگ کے ساتھ نمایاں کر کے پیش کیا گیا ہے۔ ذیل میں اس تصویر کا حقیقی رخ ملاحظہ فرمائیے اور انگریز مورخین کی مصلحت کو ششی مکتہ سخی اور مود خانہ فرانس کی داد دیجئے

ایک دن سلطان محمود غزنوی حسب معمول دربار عام میں بیٹھا ہوا تھا۔ وزراء و امراء دست بستہ حاضر تھے۔ عام لوگ اپنی اپنی عرضیاں پیش کر رہے تھے۔ اور سلطان ان پر مشاہدہ صاف کر رہا تھا۔ کہ میری شکایت نہایت سنگین ہے۔ اور کچھ اس قسم کی ہے۔ کہ میں اسے برسر دربار عرض نہیں کر سکتا۔ سلطان یہ سن کر فوراً اٹھ کھڑا ہوا۔ اور سائل کو اپنے ہمراہ خلوت میں لے جا کر پوچھا۔ کہ تمہیں کیا شکایت ہے؟ سائل نے عرض کیا۔ کہ ایک عرصہ سے ہندگان عالیہ بھانجے نے یہ طریقہ اختیار کر رکھا ہے۔ کہ وہ مسلح ہو کر ہر مکان پر آتا ہے۔ اور مجھے مار پیٹ کر باہر نکال دیتا ہے۔ اور خود جبراً میرے گھر میں شب بھر داد عیش دیتا ہے۔ غزنی کی کوئی عدالت ایسی باقی نہیں جس میں میں نے اس ظلم تمدنی کی فریاد نہ کی ہو۔ لیکن کسی کو انصاف کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ جب میں ہر طرف سے مایوس ہو گیا۔ تو آج مجبوراً جہاں پناہ کی بارگاہ عالیہ میں انصاف کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ اور ہشتاد عالم کے بے لاگ انصاف۔ قریاداری اور دعایا سے بے پناہ شفقت پر بھروسہ کر کے میں نے اپنا حال عرض کر دیا ہے۔ خالق حقیقی نے آپ کو اپنی مخلوق کا محافظ اور نگہبان بنایا ہے۔ قیامت میں رعایا اور کمزوروں پر مظلوموں کے آپ خدا نے تہار کے روبرو جواب دہ ہوں گے۔ اگر آپ نے میرے حال پر رحم فرما کر انصاف کیا۔ تو بہتر ہے۔ ورنہ میں اس معاملہ کو مستقم حقیقی کے سپرد کر کے اُس کے بے رواداریت فیصلہ تک صبر کرونگا۔ سلطان پر اس واقعہ کا اتنا اثر ہوا۔ کہ بے اختیاراً آبدیدہ ہو گیا۔ اور سائل سے کہا۔ کہ تم اب سے پہلے میرے پاس کیوں نہ آئے؟ تم نے ناحق اب تک یہ ظلم برداشت کیا؟

سائل نے کہا۔ میں عرصہ سے اس کوشش میں لگا ہوا تھا۔ کہ کسی طرح بارگاہ سلطانی تک پہنچ جاؤں مگر درباروں اور پوہداروں کی قدغن نے کامیاب نہ ہونے دیا۔ خدا ہی جانتا ہے۔ کہ آج بھی کس تدبیر سے یہاں تک پہنچا ہوں۔ مجھ سے غریبوں اور مظلوموں کو یہ بات

کہاں نصیب ہے۔ کہ جب چاہیں۔ بے دھڑک دربار سلطانی میں حاضر ہو جائیں۔ اور سلطان کو اپنی دردوں کی داستان سناسکیں۔ سلطان نے سائل کو اطمینان اور دلاسا دے کر تاکید کی کہ اس ملاقات اور گفتگو کا کسی سے ذکر نہ کرنا۔ اور جس وقت وہ شخص تمہارے گھر آئے۔ اسی وقت مجھے اس کی اطلاع کر دینا۔ میں اس کو ایسی عبرت اٹھو مگر دوں گا۔ کہ آئندہ دوسروں کو ایسے مظالم کی جرأت نہ ہو سکے گی۔

سائل نے عرض کیا۔ مجھ ایسے بے کس اور بے یار مددگار کے لئے یہ کیونکر ممکن ہو سکے گا۔ کہ جب چاہوں بلا کسی مزاحمت کے خدمت سلطانی میں حاضر ہو جاؤں۔ اور آپ کو مطلع کر سکوں؟

سلطان نے یہ سن کر درباروں کو طلب کیا۔ اور سائل کو اُن سے روشناس کر اکر حکم دیا۔ کہ یہ شخص جس وقت بھی ہمارے پاس آنا چاہے۔ بلا طلب جازا اسے ہمارے پاس پہنچادیں۔ اور کسی طرح کی مزاحمت نہ کریں۔

دو راتیں گذر گئیں۔ مگر سائل نہ آیا۔ سلطان کو تشویش ہوئی۔ کہ نہ معلوم غریب مظلوم کو کیا عاوشہ پیش آیا۔ اسی فحاش میں غلطی تھا۔ کہ تیسری رات کو سائل دوڑا ہوا آستانہ شاہی پر پہنچا۔ اطلاع ملنے ہی سلطان فی الفور باہر نکلا۔ اور سائل کے ہمراہ ہمارے گھر پہنچ کر اپنی آنکھوں سے وہ سب کچھ دیکھ لیا۔ جو سائل نے اسے بتلایا تھا۔ پلنگ کے سرانے شمع جل رہی تھی۔ سلطان نے شمع گل کرادی۔ اور خود خنجر نکال کر اس بدکردار کا سر اڑا دیا۔ اس کے بعد شمع روشن کرائی۔ مقتول کا چہرہ دیکھ کر بے ساختہ سلطان کی زبان سے الحمد للہ نکلا۔ اور بے تابی کے ساتھ اس نے سائل سے پوچھے کے لئے پانی مانگا۔ پانی پنی کر سلطان نے سائل سے کہا کہ تم اطمینان کے ساتھ اپنے گھر میں آرام کرو۔ اب انشاء اللہ تمہیں کوئی تکلیف نہ پہنچے گی۔ میری وجہ سے اب تک تم پر جو مظالم ہوئے۔ خدا کے لئے انہیں معاف کر دو۔ یہ کہہ کر سلطان رخصت ہونا چاہتا تھا۔ کہ سائل نے واٹن پاؤ کر عرض کیا۔ کہ ہندگان عالی نے جس طرح ایک مظلوم کے ساتھ انصاف فرمایا۔ حتی کہ اپنی قربت اور خون کا بھی مطلقاً خیال نہ کیا۔ خدا تائے آپ کو اس کی جزا خیر اور اجر عظیم عطا فرمائے! اگر اجازت مرحمت فرمائی جائے۔ تو ایک بات معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ کہ

آپ نے پہلے شمع گل کرائی۔ اور پھر روشن کر اکر مقتول کا سر دیکھ کر الحمد للہ فرمایا۔ اور اس کے بعد پانی طلب کیا۔ اس کا کیا سبب تھا۔

سلطان نے ہر چند مانا چاہا۔ مگر سائل کے اصرار پر اسے بتلانا پڑا۔ کہ شمع گل کرانے کا مقصد یہ تھا۔ کہ مبادا روشنی میں اس شخص کا چہرہ دیکھ کر بہن کے خون کی محبت مجھے سزا دینے سے بند رکھے۔ اور الحمد للہ کہنے کا سبب یہ تھا۔ کہ مقتول نے اپنے آپ کو میرا بھانجہ بتلا کر تمہیں دھوکے میں ڈال دیا تھا۔ اور اس طرح وہ شاہی تعلق سے مرعوب کر کے اپنی خواہشات نفسانی کو پورا کرنے کے لئے راستہ صاف رکھنا چاہتا تھا۔ خدا کا ہزار ہزار شکر ہے۔ کہ محمود کے متعلقین کا اس شرمناک بے پردگی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور پانی مانگنے کی وجہ یہ تھی۔ کہ جب سے تم نے اپنا واقعہ سنایا تھا۔ میں نے یہ عہد کر لیا تھا کہ جب تک تمہارا انصاف نہ کر لوں گا۔ اب روانہ مجھ پر حرام ہے۔ اب چونکہ میں اپنے فرض سے سبکدوش ہو چکا تھا۔ اور تشنگی کا شدید غلبہ تھا۔ اس لئے میں پانی مانگنے پر مجبور ہو گیا۔

(تاریخ فرشتہ بحوالہ تاریخ بنائے گئی)

۴۔ سلطان محمود کو مشہور شیخ ابوالحسن خرقانی کی زیارت کا بڑا اشتیاق تھا۔ چنانچہ شیخ کی زیارت کے لئے خرقان روانہ ہوا۔ وہاں پہنچ کر شیخ کی خدمت میں پیغام بھیجا۔ کہ میں آپ سے ملنے کے لئے غزنی سے خرقان آیا ہوں۔ اس لئے موت و اخلاق کا تقاضا یہ ہے۔ کہ آپ یہاں قدم رنجر فرما کر شرف ملاقات بخشیں اور ساتھ ہی قاصد کو یہ سمجھا دیا۔ اگر شیخ خانقاہ سے باہر آنا قبول نہ کریں۔ تو ایت۔ یا ایہا الذین امنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم شیخ کو سادے قاصد شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور سلطان کا پیغام پہنچا یا۔ شیخ نے سعادت چاہی۔ قاصد نے ایماہ سلطان کے مطابق ایت پڑھی۔

شیخ نے فرمایا۔ کہ تم باکر سلطان سے عرض کر دو۔ کہ میں اطیعوا اللہ میں اس قدر مستغرق ہوں۔ کہ اطیعوا الرسول کی تعمیل سے ہی سخت شرمندہ ہوں ظاہر ہے۔ کہ اولی الامر منکم کا تو ذکر ہی کیا ہے؟ سلطان قاصد سے شیخ کا یہ جواب سن کر بہت متاثر ہوا۔ اور خود خانقاہ میں حاضر ہونے کا ارادہ کر لیا۔ مگر ساتھ ہی شیخ کو آزمائے کے لئے سلطان نے اپنا لباس تو اپنے غلام ایاز کو پہنایا اور خود ایاز کے کپڑے پہنے۔ اور چند لونڈیوں کو غلاموں کا لباس پہنا کر ساتھ لے لیا۔ جب یہ شیخ کی خانقاہ میں پہنچے۔ اور شیخ سے ملاقات ہوئی۔ تو شیخ تنظیم کے لئے کھڑے نہ ہوئے۔ اور نہ محمود نا ایاز کی جانب التفات کیا۔ بلکہ ایاز نا محمود کی جانب متوجہ ہوئے ایاز نا محمود نے شیخ نے عرض کیا۔ کہ آپ خل اللہ

؟

کون

دیکھے گا

ال:-

امین گیلانی

...

تہیں رونا تمہاری چشم گریاں کون دیکھے گا  
 میں ہنستا ہوں کہ دل کا درد نہاں کون دیکھے گا  
 وہ جنکے دل کسی کے درد سے بیتاب رہتے تھے  
 وہ انساں اب کہاں اب ایسے انساں کون دیکھے گا  
 مرے احباب مجھ کو دیکھ کر منہ پھیر لیتے ہیں  
 خداوند! مرا حال پریشاں کون دیکھے گا  
 نظر سے روح کی گہرائیوں تک چھا گئی ظلمت  
 اگر ابھرے بھی اب نہر درخشاں کون دیکھے گا  
 بہار آئی ہے ہم ہیں قید ہاتھوں میں گریاں ہے  
 ہمیں دکھیں گے یہ خواب پریشاں کون دیکھے گا!  
 یہ دیوانے ہیں دیوانوں سے چھٹرا چھی نہیں پڑتی  
 تیرا دامن ہے یا اپنا گریباں کون دیکھے گا  
 سرساحل نظر سارہ کرنے والوں سے کوئی پوچھے  
 تہہ دریا جو پوشیدہ ہیں طغیاں کون دیکھے گا  
 خدا شاہد نگاہیں پھیر لیں جب ان فقیروں نے  
 تو دکھیں گے غرور کجکلاہاں کون دیکھے گا  
 فقط آنکی نگاہیں دیکھتے ہیں دیکھنے والے  
 تیری نیرنگیاں اے چرخ گرداں کون دیکھے گا

# خطبہ جمعہ المبارک

ارشادِ اقدس مطابق ۱۳ جون ۱۹۵۵ء

## ترقی یافتہ انسان

(از مفسرِ قرآن مولانا احمد علی خطیب مسجد شریف الزوالہ لاہور)

ہے۔ مہربانیت۔ نباتات۔ حیوانات۔ انسان۔ مملکتِ عظمیٰ۔

### حاصل

یہ نکلا۔ کہ انسان کے نیچے حیوانات ہیں۔ اور اس سے اوپر ملائکہ عظام ہیں۔ ترقی کے معنی یہ ہے عرض کر چکا ہوں کہ اوپر پر خدا ہے۔ لہذا انسان کی ترقی یہ ہے۔ کہ اوپر چڑھے۔ یعنی اپنے اندر ملائکہ عظام کی صفائی پیدا کرے۔ مثلاً ملائکہ عظام نجاست سے پاک ہیں۔ یہ بھی کوشش کرے کہ اس کا بدن اور کپڑے نجاست سے پاک رہیں۔ یہی اسلام کی تعلیم ہے۔ رسولِ مصلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے استغفرہم وہ الذین ظلموا عمامۃً ہذا اب، لہذا منہ)

درجہ (پیشاب سے پرہیز کرے۔ کیونکہ اکثر عذاب قبر کا اسی گناہ کی شامت سے ہوتا ہے۔ غریب غریب مسلمان بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی تعمیل کرے گا۔ کپڑے اگرچہ پچھتے پرانے ہوں گے۔ مگر پیشاب کے قطرے اس کا بدن پاک اور کپڑے پاک ہو جائیں۔ اور جیسے سے بڑا ملائکہ انگلی یا انگلی کا قلمی اختیار کرنے والوں کی رائیں غلیظ ہوں گی۔ اس کی رائیوں کو تینوں میں پیشاب کے قطرے کی بو ہوگی۔

### یامثلہ

ملائکہ عظام ہر وقت اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہتے ہیں۔ اسلام بھی اپنے تائبین کو ذکر الہی کرنے کی تلقین کرتا ہے (اللہ یذکرہ اللہ قیل وقولاً وعلیٰ جنوبہم) اللہ سورۃ آل عمران رکوع ۱۲ پارہ ۲۰ ترجمہ: (عقل مند سے وہ ہیں) جو اللہ کو کھڑے اور بیٹھے اور کھڑے ہو کر یا بیٹھے یا کھڑے ہو کر یا بیٹھے یا کھڑے ہو کر یا بیٹھے ہوتا ہے۔ حاصل یہ نکلا۔ کہ اسلام اپنے تائبین کو ہر وقت ملائکہ عظام کی اطلاع دے کر الہی میں مشغول رہنے کی تلقین کرتا ہے۔

ملائکہ عظام اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والوں کی تلاش میں رہتے ہیں۔ جہاں ذکر کی مجلس چلتی ہے۔ وہاں خود جمع ہو جاتے ہیں۔

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: انی ہریرۃ سے دعوت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ بے شک اللہ کے ایسے فرشتے بھی ہیں۔ جو راستوں پر گھومتے رہتے ہیں۔ تو ذکر کرنے والوں کی تلاش کرتے ہیں۔ پھر جب ایسے لوگوں کو پاتے ہیں جو ذکر کر رہے ہوں۔ تب دوسروں کو بلاتے ہیں کہ آؤ جس کام کی تلاش کر رہے تھے۔ وہ یہاں ہو رہا ہے۔

یہی حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے نیک بندوں کا ہے۔ جہاں اللہ کے دین کی اشاعت کے لیے جلسہ کرتے ہیں۔ جو سمجھوں کہ جس کرنے کے لیے

ہے۔ پھر ان کے سارے اعمال مذکور ہو گئے۔ پھر ہم ان کے لیے قیامت کے دن کوئی وزن قائم نہیں کریں گے۔ کہ لوگ مہربان کی جہنم ہے۔ اس سے کہ انہوں نے کفر کیا۔ اور میری آیتوں اور میرے رسولوں کا مذاق بنایا تھا۔ حاصل یہ نکلا۔ کہ بعض آدمی دنیا میں یہ خیال کرتے رہے کہ ہم نے نیکیاں کرنے میں ترقی کی ہے۔ اور آخر کے لیے نیکیوں کے پتھر لگا دیئے ہیں۔ جب آخرت میں پہنچے تو معلوم ہوا کہ دنیا میں جو کچھ کیا تھا وہ سب برباد ہو گیا۔ یہ بد نصیب لگاتار تزلزل کو ترقی خیال کرتے رہے تھے۔ لہذا ضروری ہے کہ انسان پہلے ترقی اللہ منزل کے صحیح معنی سمجھے۔ اسکے بعد اپنے مسائل حل کی کوشش کرے۔ اور تزلزل سے بچنے کی کوشش کرے۔ آج کی موصفا کا مطلب ہے کہ انسان کو ترقی کا صحیح مطلب سمجھا دیا جائے۔

### انسان دو چیزوں سے مرکب ہے

انسان کی ترکیب دو چیزوں سے ہے۔ جنہیں عام طور پر روح اور جسم سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی اصطلاح میں انہیں ملکیت اور ہمیت کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ گویا کہ انسان ملکیت اور ہمیت کی ایک مجموعہ مرکب ہے۔

اس میں ہمیت یعنی حیوانیت کی علامات بھی پائی جاتی ہیں۔ اور ملکیت یعنی فرشتوں کی صفات کا بھی حامل نظر آتا ہے۔ مثلاً ذوق تلاش کرنا۔ کھانا۔ نر مادہ کا حقد ہونا۔ نیچے جتنا ان کی پرورش کرنا۔ اپنے آرام کے لیے مکان بنانا۔ اپنے مخالف سے ڈرنا۔ اسے زخمی کرنا۔ پس چلے تو اسے موت کے گھاٹ اتار دینا۔ یہ کام تو ہمیت کے نقطہ نگاہ سے کرتا ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ کے حوالہ سے بلایا جلتے۔ یعنی اذانِ حرمی جاتے تو جھٹ مسجد میں آکر ذکر الہی کے لیے صف بستہ ہو جاتا ہے۔ ذکر الہی کے لیے صف بستہ ہو کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ یہ دراصل ملائکہ عظام کی صفت ہے۔ ایسی حالت میں معلوم ہوتا ہے کہ یہ فرشتہ ہے۔ حاصل یہ نکلا۔ کہ انسان حیوانات اور ملائکہ عظام دونوں کی صفات کا حامل ہے۔

### دونوں میں اعلیٰ کون ہے؟

دیکھنا یہ ہے کہ انسان کی دو صفات ملکیت اور ہمیت میں اعلیٰ کونسی ہے۔ اور اعلیٰ کونسی۔ اس چیز کے فیصلہ کے لیے اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے مراتب عرض کر دیتا ہوں۔

ترقی عربی زبان کا لفظ ہے۔ اس کا ترجمہ پڑھنا ہے۔ اس کے مقابل تزلزل کا لفظ ہے۔ اس کا ترجمہ نیچے اترنا ہے۔ آج کل کے دور میں ترقی کا لفظ ہر جگہ لکھے انسان کی زبان سے آپ کو سنائی دے گا۔ اور ہر پڑھا لکھا آدمی مرد ہو یا عورت چاہتا ہے۔ کہ یہ لفظ اصلی معنی میں میرا ہو جائے۔ مثلاً تجارت پیشہ یہ چاہتا ہے کہ میں تجارت میں بڑی ترقی کروں۔ زمیندار یہ چاہتا ہے کہ میں ترقی کر کے زیادہ سے زیادہ زمین کے رقبہ پر قبضہ جمالوں۔ ملازم پیشہ یہ چاہتا ہے۔ کہ میری ترقی ہو جائے۔ طالب العلم یہ چاہتا ہے کہ میں ترقی کر کے اپنے فن کی انتہائی ڈگری حاصل کروں۔ غرضیکہ ترقی لفظ ہر عقائد کے دل میں بڑا ہی محبوب ہے۔

### ترقی کے صحیح معنی

آج میں برادران اسلام اور معزز خواتین کی خدمت میں ترقی کے صحیح معنی عرض کرنا چاہتا ہوں۔ تاکہ اس معنی میں ترقی حاصل کریں۔ ایسا ہو۔ کہ جس منزل کو انہوں نے ترقی سمجھا تھا۔ وہ دراصل تزلزل ہو۔ جس طرح پیابیاں میں سراب کو آب سمجھا رہا۔ کہ سونے سفر طے کر گیا۔ مگر پانی کا ایک گھونٹ بھی نہ پایا۔ بالآخر سفر طویل کرنے کے لیے باوجود نامراد رہا۔

### حسرتناک انجام

تذکرے غلط معنی سمجھنے والوں کا حسرتناک انجام قرآن مجید میں مذکور ہے۔ وہ ملاحظہ ہو۔ قولہ تعالیٰ:۔  
فل ھل نبیکم بالآخرین اعمالہ الذین  
صل سعیم فی الحیوۃ الدنیا ھم یحسبون انھم  
یحسنون صنعاً اولئک الذین کفرو بالایت  
ذکرہم ولقائہم فحبطت اعمالھم فلا تقیم  
لھم یوم القیمۃ وزناہ ذلک جنہم وھم  
جھنم بما کنزوا واتخذوا الیاتی ودرسل  
ھنوا ھ) (سورۃ الکہف رکوع ۱۰ پارہ ۱۰)  
(ترجمہ) کہہ دو۔ کیا میں نہیں بتاؤں۔ جو اعمال کے لحاظ سے بالکل خسارے میں ہیں۔ وہ جن کی ساری کوشش دنیا کی زندگی میں کھوئی گئی۔ اور وہ خیال کرتے ہیں کہ بیشک وہ اچھے کام کر رہے ہیں۔ یہ دوسری لوگ ہیں جنہوں نے اپنے



# حیات اجتماعی میں عورت کی حیثیت

## قرآن حکیم کی روشنی میں

(۲) (ان خواجہ عبدالوحید کو اچھی)

ادا کرتے ہیں۔

### حقوق دینیوی

دینیوی معاملات میں عورت کے حقوق کی اجمالی حیثیت قرآن کریم نے مندرجہ ذیل آیت میں بیان کر دی۔  
ولهن مثل الذی علیهن بالمعروف  
جس طرح مردوں کے حقوق عورتوں پر ہیں  
اسی طرح مستور کے مطابق عورتوں کے  
حقوق مردوں پر ہیں۔  
تفصیل اس اجمال کی یہ ہے :-

(الف) عورت کو اپنی ایک مستقل حیثیت حاصل ہے اور وہ اپنے ذاتی نام عائشہ، خدیجہ، فاطمہ وغیرہ سے جانی پہچانی جاتی ہے نہ کہ آجکل کے مغربی تمدن کی طرح کنوارے پن میں اپنے باپ کے نام سے اور شادی کے بعد خاوند کے نام سے جیسا کہ مس جان یا مسر سمجھ۔  
(ب) عورت کو اپنے نکاح و طلاق کا اختیار اور حق حاصل ہے۔ اس کا نکاح کسی شخص سے بغیر اس کی رضامندی کے نہیں ہو سکتا۔ اور اسی طرح اگر وہ خاوند سے علیحدہ ہونا چاہے تو اسے طلاق حاصل کرنے کا پورا حق ہے۔ جسے شرعی اصطلاح میں خلع کا نام دیا گیا ہے۔

(ج) عورت کی تمام جائز ضروریات کا کفیل مرد ہے۔ اور اس کفالت کے عوض مرد عورت کو سوائے وظیفہ جنسی کی ادائیگی کے اور کسی خدمت پر مجبور نہیں کرتا۔  
(د) عورت کو حق ملکیت حاصل ہے۔ اور وہ جائیداد خرید سکتی ہے۔ اپنی تحویل اور ملکیت میں رکھ سکتی ہے اور اسے حسب خواہش فروخت اور ہبہ کر سکتی ہے۔  
(ه) وہ وراثت میں حق رکھتی ہے۔ اور بحیثیت

(۱) ماں (۲) بہن (۳) بیٹی (۴) بیوی

وراثت میں حصہ پاتی ہے۔

للرجال نصيب مما ترك الوالدان  
ولا قریون وللنساء نصيب مما ترك  
الوالدان ولا قریون مما قل منہ  
او كشرط رعیاً مفض وضاد النساء (۴۰)  
جو کچھ ماں باپ یا خویش و اقارب (مرنے کے بعد) ترک چھوڑ جائیں اس میں مردوں کا بھی حصہ ہے اور عورتوں کا بھی حصہ ہے۔

ترکہ خواہ تھوڑا ہو یا بہت، اور ترکہ میں ہر ایک کا حصہ مقرر شدہ ہے۔

(ح) عورت کو بطور گواہ عدالت میں پیش ہونے کا حق ہے۔  
(ح) عورت قوی زندگی کے ہر شعبہ میں بوقت ضرورت مناسب احتیاط کے ساتھ کام کر سکتی ہے۔ یہاں تک کہ میدان جنگ میں زخمیوں کی خدمت تک سے انہیں نہیں روکا گیا۔ چنانچہ عہد نبوی میں ازواج مطہرات اور دوسری حبیبہ القدر صحابیات زخمیوں کو پانی پلانے اور مریم بیچی کا کام کیا کرتی تھیں۔ ظاہر ہے کہ اس زمانہ میں زخمیوں کو پانی پلانے اور مریم بیچی کرنے کی سند اس بات کا جواز نہیں پیدا کر سکتی کہ گزشتہ جنگ عظیم کی طرح عورتیں فوجی انیسروں کے لئے عیش و عشرت کا سامان بنیں۔  
(ی) عورت کا احترام قرآن حکیم کس حد تک ملحوظ رکھتا ہے اس کا اندازہ اس آیت سے ہوگا۔

ان الذین یرمون المحصنات الغفلت  
المومنات لعنوا فی الدنیا والاخرۃ ولہم  
عذاب عظیم (النور ۲۳)

وہ لوگ جو پاکیزہ صاحب ایمان عورتوں پر بیکاری کا الزام لگاتے ہیں۔ ایسے حال میں کہ خود وہ ایسی باتوں (کے کرنے) سے (باہل) بے خبر ہیں۔ ایسے لوگوں پر دنیا و آخرت میں لعنت کی گئی ہے اور ان کے لیے بہت بڑا عذاب مقرر ہے۔

اس سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ کسی نیک خاتون پر بد اخلاقی کا جھوٹا الزام لگانے سے سو سال کے نیک اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔

عورت اور مرد کا باہمی تعلق  
عورت اور مرد کے باہمی تعلق کے سلسلہ میں قرآن حکیم سب سے اول یہ کہتا ہے۔

ھن لبائس لکم وانتم لبائس لھن  
عورتیں مردوں کے لیے بمنزلہ لباس کے ہیں  
اور مردان کے لیے بمنزلہ لباس کے ہیں۔  
ظاہر ہے کہ لباس کا مقصد جسم کی حفاظت ہے تو معلوم ہوا کہ مرد اور عورت کی باہمی زندگی ایسی ہے کہ وہ ایک دوسرے کی ہر طرح جانی و اخلاقی حفاظت کرتے ہیں۔

پھر قرآن حکیم کا ارشاد ہے۔

ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف (البقرہ)

جس طرح عورتوں پر (مردوں) کے حقوق

ہیں۔ اسی طرح (مردوں پر) عورتوں کے

حقوق ہیں۔ معتدل طور پر۔

تیسری چیز اس سلسلہ میں ارشاد ہوتی ہے :-  
و من ایتۃ ان خلق لکم من انفسکم ازواجاً  
لتسکنوا الیہا وجعل بیکم مودۃ ورحمۃ  
اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ

اولیٰ و صوب اللہ مثلاً للذین امنوا امواتہ  
فرعون (التحریم - ۱۱)  
اللہ تعالیٰ اہل ایمان کے لیے فرعون کی بیوی کی مثال پیش فرماتا ہے۔  
ب و مریم ابنت عمران (التحریم)  
اور اسی طرح اہل ایمان کے لیے عمران کی بیٹی مریم کی مثال بیان فرماتا ہے۔  
قرآن شاہد ہے کہ عورت کو وحی و الہام اور فرشتوں کی ہیکلی سے نوازا گیا۔

(۱) و اوحینا الیٰ امر موسیٰ (التقص)  
یعنی ہم نے موسیٰ کی ماں کی طرف وحی کی۔  
(ب) و اذ قالت المثلثۃ یا مریم ان اللہ اصطفاک وطہرک واصطفا علی نسا العالمین  
اور وہ وقت یاد کرو جب فرشتے مریم کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تجھے برگزیدہ کیا اور تجھے پاک فرمایا اور تجھے دنیا کی عورتوں پر فضیلت عطا فرمادی۔

اشاعت دین کا فریضہ جو آج مردوں کا خصوصی حق سمجھا جاتا ہے قرآن میں عورتوں کے بھی سپرد کیا گیا ہے۔  
و اذ کون ما یتلی فی بیوتک من آیات اللہ و المحکمات (الاحزاب ۳۴)  
تمہارے گھروں میں جو احکام الہی اور حکمت کی باتیں بیان ہوتی ہیں۔ تم بھی ان کا تذکرہ کرتی رہا کرو۔

اسی طرح امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا عظیم الشان فرض بھی جس طرح مردوں کے سپرد ہوا۔ بعینہ اسی طرح عورتوں کے سپرد ہوا۔

والمومنون وللمومنات بعضهم اولیاء  
بعض یا مرون بالمعروف وینہون  
عن المنکر (التحریم - ۱۶۱)  
اہل ایمان مرد اور اہل ایمان عورتیں سب ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔ اور وہ سب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فرائض





# حکایات الصالحین

اس عنوان کے ماتحت ہم انشاء اللہ بزرگان دین سلف صالحین اور اولیاء کرام رحمہم اللہ نقلے علیہم اجمعین کے سوانح حیات اور ان کے ملفوظات حدیث فارغین کرتے رہیں گے۔ انہما اربعہ میں سے حضرت امام اعظم کے نقش قدم پر چلتا ہم اپنے لئے باعث صداقت و سچیتے ہیں۔ طریقت میں ہمارا تعلق قادری خاندان سے ہے۔ لیکن ہم اپنے سلسلہ کے بزرگوں کی طرح دوسرے آدمیاء کرام اور حقیقی نقشبندی اور سہروردی خاندان کے بزرگوں کا بھی ادب و احترام کرتے ہیں۔ ہم اس سلسلہ کی ابتداء حضرت امام ابو حنیفہؒ اور قادری خاندان کے بزرگ مرشد ناو مومنین حضرت خلیفہ غلام محمد صاحب دین پوری کے سوانح حیات سے کر رہے ہیں فارغین کرام سے درخواست ہے کہ ان حضرات یا دوسرے بزرگان عظام کے متعلق اگر ان کے پاس مزید مستند معلومات کا ذخیرہ ہو تو وہیں ارسال فرمائیں۔ ہم ان کو شکریہ کے ساتھ شائع کریں گے۔ (مدیر)

## حضرت امام اعظمؒ

نام اور ولایت۔ آپ کا نام گرامی لغوی تھا۔ والد کا اسم مبارک ثابت اور داد کا زوطی تھا۔ کنیت ابو حنیفہ اور لقب امام اعظمؒ تھا۔ وطن و پیدائش۔ شہر کوفہ میں عبداللہ بن مردانہ کی خلافت میں سندھ میں پیدا ہوئے۔ اور وہیں آپ نے نشوونما پائی۔ جب آپ کے دادا کو کوفہ تشریف لائے اس وقت حضرت علی بن ابی طالبؓ کے دادا ان کو حضرت علیؓ کی کے والد پیدا ہوئے تو آپ کے دادا ان کو حضرت علیؓ کی خدمت میں لے گئے۔ آپ نے شفقت بزرگوار فرمائی اور بچہ اور اس کی والدہ کے لئے دعا فرمائی۔ امام اعظمؒ کی پیدائش کے وقت آپ کے والد محترم کی عمر چالیس سال کی تھی۔ آپ کے اجداد کا تعلق فارس کے موزن خاندان سے تھا اور نہ لیر ماہش تجارت تھا۔ آپ کی ولادت کے وقت متعدد صحابہ کرامؓ موجود تھے۔

پیش منجھاتے ہی آپ تجارت میں مشغول ہو گئے کیونکہ آما کی پیشہ ہی تھا۔ آپ نے ایک کپڑے کو کارخانہ قائم کیا جو اللہ کے فضل و کرم سے خوب ترقی پذیر ہوا۔

## ابتدائی تعلیم

امام ابو حنیفہؒ ایک روز بازار تشریف لے جا رہے تھے۔ راستہ میں امام شعبیؒ سے ملاقات ہوئی انہوں نے سبب دریافت فرمایا کہ کہاں جا رہے ہو تو عرض کی کہ

دریافت فرمایا کہ پڑھنے کس سے ہو تو خدا سانس بھر کر عرض کیا کہ کسی سے بھی نہیں۔ اس پر امام شعبیؒ نے یہ علماء کو صحبت میں بٹھا کر دیکھ کر مجھے آپ کے اذکار و کیفیت کے جوہر نظر آ رہے ہیں۔ اس نصیحت نے امام اعظمؒ کی لایا پٹ دی۔ آپ تجارت چھوڑ کر تحصیل علم کی طرف متوجہ ہو گئے۔

پہلے آپ نے علم کلام سیکھنا شروع کیا۔ پھر ہیرو میں آپ نے اس علم میں اتنا ملکہ حاصل کر لیا کہ کوفہ کے اکابر علماء آپ کی طرٹ انگلیوں سے اشارہ کرنے لگے۔ آپ کی ذکاوت اور حاضر جوابی کی وجہ سے کوئی آپ سے بحث مناظرہ کی جرأت نہ کر سکتا تھا۔

پھر اسی عرصہ بعد مناظرہ سے طبیعت اکٹھی۔ اس لئے آپ نے علم کلام کو مطلق چھوڑ دیا اور علم فقہ کو پختہ فرمایا۔

امام صاحبؒ نے داخل مدینہ میں لباس صرٹ پہن لیا تھا۔ اور حقوق مذا سے علیحدگی اختیار کر لی تھی۔ اسی حالت میں رسول اللہؐ کو دیکھ کر فرماتے ہیں کہ اے ابو حنیفہؒ خدا نے تجھ کو اس لئے پیدا نہیں کیا کہ تجھ کو عزت اختیار کرے۔ بلکہ اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ تیری شریعت کو زمین پر بے دریغ تقسیم کرے اور مساکین عبادات و معاملات کے وقائی اور مشکلات اہل شریعت و عذاب کے لئے سہل و آسان کرے۔ امام صاحبؒ یہ خواب دیکھتے ہی علم فقہ میں مشغول ہو گئے۔

کوفہ میں اس وقت سب سے بڑے امام حضرت حمادؒ

شمار کئے جاتے تھے۔ آپ ہی شیخ الاسلام اور مرجع فائز عام تھے۔ آپ نے حضرت انسؓ سے حدیثیں سنی تھیں اور بڑے بڑے فاضل تابعین کی محبت میں بیٹھے تھے۔ ابن مسعودؓ سے جو فقہ کا سلسلہ چلا آتا تھا۔ اس کا مدار حضرت حمادؒ تھا۔ اس بنا پر امام ابو حنیفہؒ نے انہی کی صحبت اختیار کی۔ جب تک امام حمادؒ طلباء کی تعلیم و تدریس میں مصروف رہتے امام ابو حنیفہؒ بھی وہیں حاضر رہتے۔ اور امام حمادؒ کے تمام ملفوظات و ارشادات کو اپنے دل میں محفوظ رکھتے جب کبھی امام حمادؒ بطور امتحان اپنے شاگردوں سے کوئی مسئلہ پوچھتے تو باقی طلباء تو سوچنے لگتے مگر امام ابو حنیفہؒ فوراً جواب شافی دیتے۔

شیخ معدود کی جماعت میں امام صاحبؒ مرلبیب ذکاوت اور حاضر جوابی ممتاز تھے۔ یہی سبب تھا کہ اتنا د محترم آپ کو ہمیشہ اپنے سامنے بٹھایا کرتے تھے۔ دس برس کا آپ نے اسی طرح علوم دین کی تحصیل کی۔

بصرہ میں امام حمادؒ کے ایک عزیز نے انتقال کیا تو آپ کو وہاں جانا پڑا۔ ان کی غیر حاضری میں لوگوں نے امام ابو حنیفہؒ سے مسائل کی دریافت شروع کر دی۔ ان میں سے چند ایسے بھی تھے جن کی بات آپ نے استاد سے کبھی کچھ نہ سنا تھا۔ آپ اپنے اجتہاد سے جواب دیتے واپسی پر امام حمادؒ سے سارا ماجرہ بیان کیا گیا تو ساتھ میں سے صرف میں مسائل میں غلطی نکلی۔ اس کے بعد امام ابو حنیفہؒ نے اپنے دل میں عہد کر لیا کہ تازہ نیت امام حمادؒ کی محبت کو ترک نہ کریں گے۔

فقہ کے لئے تو امام حمادؒ کا حلقہ درس امام صاحب کے لئے کافی تھا۔ مگر مسائل فقہ کی مجتہدہ تحقیق جو امام صاحب کو مطلوب تھی۔ حدیث کی تکمیل کے بغیر ممکن نہ تھی۔ اس لئے نہایت اہتمام سے حدیثوں کے ہم پہنچانے کی کوشش شروع کر دی۔ پہلے آپ نے اہل کوفہ سے حدیث سیکھی۔ وہاں کوئی ایسا محدث نہ تھا۔ جس سے آپ نے احادیث نہ سیکھی ہوں تقریباً ۹۳ حضرات سے آپ نے احادیث حاصل کیں اور ان میں سے ۲۹ حضرات خاص کر کوفہ ہی کے رہنے والے تھے۔

حدیث کی تکمیل کے بعد آپ مکہ معظمہ تشریف لے گئے۔ وہاں اس زمانہ میں فن حدیث کا علماء نہ تھے۔ والے اکابر کرام کے الگ الگ مدارس قائم تھے۔ ان سب میں بڑا اور مشہور مدرسہ عطاء بن ابی رباحؒ کا تھا۔ یہی زیادہ مستند سمجھا جاتا تھا۔ عطاء بن ابی رباحؒ نے دوسو صحابہ کرامؓ سے احادیث سنی تھیں۔ آپ بہت بلند پایہ تابعی تھے۔ ان کے بلند مرتبہ کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ جیسے بلند پایہ صحابی فرمایا کرتے تھے۔ کہ عطاء بن ابی رباحؒ کے ہوتے ہوئے لوگ میرے پاس کیوں آتے ہیں۔ امام ابو حنیفہؒ نے ان کی خدمت میں حاضر ہوا کہ احادیث سیکھیں۔ ان کی زندگی میں جب کبھی مکہ معظمہ تشریف لے جاتے تو حاضر خدمت ہو کر ضرور مستفید ہوتے۔



ہندوستانی فوجوں نے اس جنگ کے لئے کیسی تیاری کی تھی۔ ان کے حملے کس قدر شدید تھے۔ وہ کیسی دھیری سے لڑ رہے تھے۔ اس کا اعتراف اگر ہندوستانی کرتے تو بات نہیں بنتی۔ بات تو جب تھی کہ انگریز بھی لوہا مان لیتے۔ وہ بھی انہیں خراج تحسین پیش کرتے۔ شاید آپ میں سے بعض یہ سن کر حیران ہوں۔۔۔۔۔

کے انگریزوں نے بھی ان کی تیاری اور دھیری کا اعتراف کیا۔ وہ بھی ان کا لوہا مان گئے۔ انہوں نے بھی خراج تحسین پیش کیا وہ انگریز افسر جو دہلی کا محاصرہ کئے ہوئے تھے اپنے جرنیلوں اور دوسرے بڑے بڑے افسروں کے نام خطوں میں باغی فوجوں کی تیار لیوں اور ان کے حملوں کی شدت کے متعلق کیا کہہ رہے تھے۔ آپ بھی اس کا اندازہ کیجئے۔

اور میں کہاں سے ابھی تک دہلی کی جانب دیکھ رہا ہوں  
اور ہر گھڑی مجھے یہ امید ہوتی ہے کہ بھاری تو میں قلعہ کی  
دیواروں کی توپوں کو خاموش کر سکتی ہیں اور مجھے اس  
قابل بناسکتی ہیں کہ کامیابی کی معقول امید کے ساتھ  
قریب پہنچ کر اس مقام پر قبضہ کروں۔ لیکن ان رہائیوں  
کی توپوں کی زیادتی میری اہمیت لیت کئے دیتی ہے۔  
"حالت یہ ہے کہ دہلی توپوں سے پیڑی پڑی ہے۔  
اور وہاں وہ سب اسی مقیم ہیں جو اگرچہ کھٹے میدان میں  
جذال اہمیت نہیں رکھتے ہیں۔ تاہم پتھر کی تفصیل کے  
چھپے رہ کر کچھ نہ کچھ کارگر اسی ضرور دکھا سکتے ہیں۔  
یہی وجہ ہے کہ مہنت کے دن کو لہ بادی کی صحت دور  
نے ہمیں بچا دکھا باؤنی کی سرائے پر ہم ایک معرکہ  
کر چکے ہیں۔ ابھی اس وقت تک ہمارا طوفانک مقابلہ  
کرتے رہے۔ جب تک ان کی توپیں ان کے قبضہ میں ہیں  
اس کے بعد سے ہم پر یہ حملے ہوئے ہیں۔"۔

”شہر کی براہ راست آتشباری میں معتد بہ کسی گئی ہے۔ لیکن دشمن غیر متوقع مواقع پر حیدید تو ہیں چڑھانے میں بڑا نامہر اور ہوشیار معلوم ہوتا ہے اور وہ اس میدان سے جو سہادی داییں جانب ہے نونا کی قسم کی تباہ کرنے والی آتشباری کر رہے ہیں۔ یہ چند خطوط ہیں۔ جی سے باغیوں کے حملوں کی شدت اور ان کی تیاریوں کا معمولی سا اندازہ ہوتا ہے۔ جن سے صاف طور پر انگریز فوجیوں اور ان کے جرنیلوں کی گھبراہٹ ظاہر ہو رہی ہے۔ اب ذیل میں ایک ایسا منظر درج کیا جاتا ہے جو ایک حیرت انگیز شخصیت پر روشنی ڈالتا ہے واقعہ یوں ہے کہ جب انگریزوں نے پہلی پر دوبارہ قبضہ کرنے کے لئے شہر کا محاصرہ کر لیا۔ اور محاصرہ کو شدید کر دیا تو شہر کے بعض زعماء اور عزیمت مند لوگوں نے عوام کو بھی تلقین کی کہ جاؤ اور ملک اور قوم کی عزت بچانے کے لئے قربان ہو جاؤ۔ کہتے ہیں کہ اس تلقین کا ایسا اثر ہوا کہ ایک بوڑھی عورت بھی داعطوں میں شامل ہو گئی اور پھر خود سبز لباس پہن کر کھوڑے پر چڑھ کر تلوار ہاتھ میں لے کر حملے کے وقت انگریز فوجوں پر چھپ پڑی اور اس نے جس طرف رخ کیا۔ کشنوں کے پشتے دکھائیے اور انگریزی فوجوں کے لئے ایک مستقل درد سوزن گئی اور بڑی مشکل سے گرفتار کی گئی۔ انگریزوں نے عرصہ تک اس واقعہ کو فرضی داستان قرار دیا۔ اس کی صحت سے انکار کیا۔ مرناسی لئے کہ اس سے ان کی جنگ ہوتی تھی۔ اور جنگ آزادی حقیقی معنی میں جنگ آزادی ثابت ہوتی تھی۔ یہ ہندوستان کے کردار کا ایک طیف اور دشمن پہلو تھا۔ جسے وہ چھپانا چاہتے تھے۔ مگر جب وہ خطا سامنے آیا جو لفٹ ڈبلیو۔ ایس آر پٹن نے جے ڈگلس۔ فارمیٹ ڈبلیو کشن انبار کے نام لکھا تھا تو ماری حقیقت کھل کر سامنے آگئی۔ وہ خط یہ ہے۔

جو بڑھی خاتون بہ نفس نفیس اس مراسلہ کے  
میرا آ رہی ہے وہ محاصرہ دہلی کی مکمل دھجک داستان  
ہے وہ ہمارے خلافت شہر میں جہاد کا وعظ کہتی تھی اور  
اپنے مواعظ و نفاذ سے تعجب خیز طریقہ پر مسلمانوں  
کے دلوں میں جوش پیدا کر دیا تھا۔ بالآخر ان کی عدم  
کامیابی سے متاثر ہو کر وہ خود میدان جنگ میں اتر  
آئی اور بڑے لباس پہن کر گھوڑے پر سوار ہو اور تلوار  
بندوق سے مسلح ہو کر اُس نے سواروں کے ایک دستہ کی  
کمان لی۔ اور ۵۷ ویں پیدل فوج پر حملہ آور ہوئی یہاں پہلے  
کا بیان ہے کہ اس ایک کا مقابلہ کرنا پانچ سو سپاہیوں کے  
مقابلے سے زیادہ مشکل تھا۔ اور وہ یہ بھی کہتے تھے

اسیران مارشل لاء کورہا کرو

ہم حکومت پاکستان سے اور  
خاص طور پر گورنر جنرل سے درخواست  
کرتے ہیں کہ وہ ان کو جلد از جلد  
رہا کر دیں ۔

مقامے سے زیادہ ملک لیتا۔ اور وہ یہ بھی کہتے تھے۔





## (ب) ولتعال علیہن درجۃ

اور مردوں کا ان کے مقابل میں کچھ درجہ بڑھا ہوا ہے۔

لیکن یہ مگر انی نہیں بلکہ نظام خانہ داری کو چلانے کے لئے ایک فرد کو ذمہ دار قرار دینا ہے۔

اسلام میں اجتماعی زندگی کا بٹا انتہا ہے۔ اگر وہ آدمی اچھے سفر کریں تو ایک کو امیر مقرر کرنا ضروری قرار دیا گیا ہے۔ تاکہ تنہا زندگی میں فیصلہ کرنے کا ایسا اختیار ہو اگر فیصلہ کا اختیار کسی نہ ہو تو نظام اجتماعی میں خلل پیدا ہوگا۔ ان آیات کی روش سے خانہ داری کے نظام میں مرد کی حیثیت امیر کی ہے۔ جس کا منصب تو یہ ہے کہ وہ سب کام دوسروں کے مشورہ سے چلائے۔ لیکن جس کا اختیار یہ ہے کہ مشورہ کے بعد جو مناسب سمجھے فیصلہ صادر کرے۔ یعنی آج کے جمہوری اداروں میں جو حیثیت صدر کی ہوتی ہے وہی حیثیت کسی قدر تغیر کے ساتھ اسلامی نظام خانہ داری میں مرد کی ہے۔

### عورت پر پابندیاں

اس مرحلہ پر ان پابندیوں کا ذکر ضروری ہے جو قرآن حکیم نے عورت پر عائد کی ہیں۔ ان پابندیوں پر اس نقطہ نگاہ سے غور کرنا ضروری ہے کہ یہ عورت کی آزادی چھیننے کے لیے عائد نہیں کی گئیں بلکہ زندگی کے جو اہم ترین فرائض اس کے سپرد کئے گئے ہیں۔ اس کی بحال و بقاء اور اس کے آسان بنانے کیلئے عائد کی گئی ہیں۔ ان پابندیوں کو ملحوظ رکھ کر عورت اپنے اس عظیم الشان منصب کو بجا کر سکتی ہے جو قدرت نے اسے عطا کیا تھا۔ یعنی اپنے والی نسلوں کی پیدائش اور حفاظت و تربیت۔ جو کہ عورت کی توجہ تمام تر بچے کی پیدائش اور پرورش پر مرکوز رکھنا ضروری ہے۔ اس لیے اس کا دائرہ عمل و نقل و حرکت محدود کر دیا گیا ہے اور اسے ہدایت دی گئی ہے کہ وہ اپنی زندگی کو بالعموم گھر کی چار دیواری میں محدود رکھے۔

### دوران فی بیوتنگ (الاحزاب)

اور تم عورتیں (بالعموم) اپنے گھروں میں ٹھہری رہا کرو۔

اس کے بعد کچھ اور پابندیاں اس پر عائد کی گئی ہیں۔ جن کی تمام تر غرض یہی ہے کہ نہ وہ خود بچہ یا شوہر کے سوا۔ گھر سے باہر اپنی توجہ کا کسی چیز کو مرکوز نہ کرے۔ اور نہ سوسائٹی کے شراکت پسند اور حیثیت عناصر اس کی توجہ کو گھر سے باہر کی دنیا کی طرف پھیر سکیں۔ ان میں سب سے اہم پابندی یہ ہے کہ وہ (انسانی)

حکامات اسلامی میں کیسے داخل ہو گئیں۔ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ عورت کے متعلق اس قسم کے تمام ناگوار تحکیمات مسلمانوں میں اسرائیلی روایات سے آئے ہیں انجیل میں ہے کہ شیطان نے اول تو کو بہکا کر گندم کھانے پر آمادہ کیا۔ اور پھر حواء نے آدم کو بہکا دیا۔ لیکن قرآن حکیم حکام الہی کا باصرہ تھا۔ پھر نہیں بلکہ آدم و حوا دونوں پر یہی ڈالا ہے۔ سب سے اول ہم دیکھتے ہیں کہ کسی دشمن کے نہ کھانے کا حکم آدم و حوا دونوں کو کیا دیا گیا تھا۔ وقلنا اعودوا استکروا انت و زوجک الجنۃ وکلما ماکا و عندا حیث شئتما ولا تقربا ہذا الشجرۃ فانکونما من الظالمین

اور ہم نے کہا کہ اے آدم تم اور تمہاری بیوی دونوں جنت میں رہو اور دونوں اپنی حسب مشافہ سیر ہو کر کھاؤ یہیں لیکن تم دونوں اس شجر کے قریب نہ جانا۔ اگر تم نے ایسا کیا۔ تو تم دونوں ظالموں میں سے ہو جاؤ گے۔

یہاں تمام باتیں بصیغہ تنبیہ ہی گئی ہیں خطاب آدم و حوا دونوں کو کیا گیا جارا ہے۔ دونوں سے کہا جاتا ہے کہ اس شجر کے قریب نہ جانا اور دونوں سے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اگر تم اس شجر کے قریب گئے تو تم ظالم ٹھہرو گے۔

پھر قرآن حکیم بتاتا ہے کہ نافرمانی کا ارتکاب دونوں سے کیاں طور پر ہوا۔

### فازلہما الشیطان عنہما (البقرہ ۲۶)

پھر شیطان نے ان دونوں کو بھلا دیا۔ پھر مڑا بھی دونوں نے کیاں طور پر پائی۔

### فاخرجہما مما کانا بیدا (البقرہ ۲۶)

پھر ان دونوں کو جس مقام پر وہ تھے وہاں سے نکال دیا۔

(۲) دوسرا بڑا باعث عورت کی فطرت کے بارہ میں غلط فہمی پیدا ہونے کا یہ ہوا کہ سورہ بقرہ میں آیت کید کن عظیم (البقرہ ۲۸)

(تم عورتوں کا کید بہت سخت ہے) کے الفاظ سے یہ سمجھ لیا گیا کہ عورت کی فطرت کے بارہ میں اعلان ایزوی ہو گیا۔ حالانکہ یہ الفاظ قرآن حکیم نے عربی مصر کی زبان سے نکلے ہوئے نقل کئے ہیں۔ اور وہ ایک کافر شخص تھا اور اس نے یہ الفاظ اپنی بیوی سے خود اس کے اور اس کی سہیلیوں کے متعلق کہے تھے۔ ظاہر ہے کہ یہ الفاظ فیصلہ الہی نہیں ہو سکتے۔ قرآن حکیم نے ان الفاظ کو عربی مصر کے قول کی حیثیت سے ہی نقل کر دیا ہے۔ فطرت نسوانی کی کئی کئی متعلق یہ کوئی فرمودہ خداوندی نہیں ہے۔

مردوں کی برتری لیکن اس کے باوجود قرآن حکیم کی روش سے مرد ایک فزیت عورت پر ضرور حاصل ہے۔

(الف) التوجہات قواموں علی النساء مردوں کا توجہ عورتوں پر

اس نے تمہاری جنس میں سے تمہارے بچے پیدا کر دیئے۔ تاکہ تم ان کے پاس آرام پاؤ۔ اور اس نے تمہارے مابین محبت اور شفقت کے جذبات پیدا فرادیئے۔

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ مرد و عورت کی تقسیم جھگڑے اور فساد کے لیے نہیں ہوئی بلکہ اس لیے سم ہوئی ہے کہ وہ دونوں ایک دوسرے کے پاس تسکین رح اور آرام پائیں۔ اور ان دونوں کے باہمی تعلقات محبت اور شفقت کے جذبات پر مبنی ہوں۔ پھر قرآن حکیم مردوں کو اس بات کی تلقین کرتا ہے کہ وہ عورتوں سے حسد و حسد نہ کریں۔

### ۱۔ وعاشروہن بالمعروف (النساء ۱۹)

مردوں سے دوسروں کے مطابق (یعنی طرح اپنے کرتے رہو۔)

### (ب) فامسکوہن بمعروف (البقرہ ۲۲)

میں مسکوہن بمعروف (یعنی طرح اپنے کرتے رہو۔) (ب) فامسکوہن بمعروف (البقرہ ۲۲)

### (ج) فلا تمسکوہن فورا لمتعدا (البقرہ ۲۲)

اور ان کو اپنے قبضہ میں اس غرض سے نہ رکھو کہ زیادتی کر سکو اور انہیں اذیت دے سکو۔ اتفاقاً دوسرے کے زمانہ میں انصاف اور شفقت کا ہلکا کرنا آسان ہے لیکن ناانصافی اور کشتیگی کے زمانہ میں انصاف اور حسن سلوک کرنا ذلیل محال ہے۔ قرآن حکیم نے اس بارہ میں عورت کی نصیحت کا حرام اور حلال کی حد لکھ کر اس کا اندازہ ان آیات سے ہوگا جو طلاق کے متعلق قرآن میں وارد ہوئی ہیں۔

### (د) فان اردتہ استبد ال ذویچ مکان

زوج وایتیم احداہن قنطار خلا تلخذوا منہا شہداء (النساء ۲۰) اگر تم ایک بیوی کو چھوڑ کر دوسری بیوی گھر میں لانا چاہتے ہو تو اس پہلی بیوی کو اگر تم نے مال کا ایک بہت بڑا ٹھہر بھی دیا ہو تو اس میں سے کچھ بھی واپس نہ لو۔

(ب) و للمطلقات متاع بالمعروف حقاً علی المتقین (البقرہ ۲۳)

یعنی عورتوں کو طلاق دی جائے مردوں کو انہیں دوسرے کے مطابق کچھ اپنے پاس سے دینا دلانا چاہیے۔ یہ پرہیزگاروں پر فرض ہے۔

(ج) ومتنعوہن وسرھن منوا حاکمہ اور طلاق کے بعد جب انہیں رخصت کرنے کو۔ تو انہیں اپنی طرف سے کچھ دے دلا

کے بھی طرح رخصت کرو۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

(۱) یہاں ایک غلط فہمی کا ازالہ ضروری ہے۔ مذکور بالا ستر آئی احکام کی موجودگی میں عورت کی ذات و سنی فطرت کی

## مضمون نگار حضرت

کی خدمت میں گزارش ہے کہ مضمون مرتب کرتے وقت غور و نظر اور کاغذ کے ایک ہی طرف لکھیں تاکہ پڑھنے میں وقت نہ بے۔

لہذا اگر کسی شخص کو

ਅੰਤਰਿਕਸ਼ਿਕਾ

[illegible]

৫৫

بسم الله الرحمن الرحيم  
الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيدنا محمد  
الطاهر المصطفى وآله الطيبين الطاهرين أجمعين

کے

[illegible]

۱۲۹۷ هجری قمری

۱۰۰۰  
 ۱۰۰۰  
 ۱۰۰۰

و شش ماهه در آن روز  
در این روز که در آن روز

بسم الله الرحمن الرحيم  
الحمد لله رب العالمين  
والصلاة والسلام على سيدنا محمد  
الذي جاء به الهدى والرحمة  
والبركات على من اتبع الهدى  
آمين

۱۰۰  
 ۱۰۱  
 ۱۰۲

[illegible]

و اما در این کتاب که در این کتاب است

۱- قلم به دست  
 ۲- قلم به دست  
 ۳- قلم به دست  
 ۴- قلم به دست  
 ۵- قلم به دست  
 ۶- قلم به دست  
 ۷- قلم به دست  
 ۸- قلم به دست  
 ۹- قلم به دست  
 ۱۰- قلم به دست

[illegible][illegible]

چند روزی

॥ श्रीगणेशाय नमः ॥  
॥ श्रीगणेशाय नमः ॥

۱- در این کتاب که در تاریخ است  
 ۲- و در این کتاب که در تاریخ است  
 ۳- و در این کتاب که در تاریخ است  
 ۴- و در این کتاب که در تاریخ است  
 ۵- و در این کتاب که در تاریخ است  
 ۶- و در این کتاب که در تاریخ است  
 ۷- و در این کتاب که در تاریخ است  
 ۸- و در این کتاب که در تاریخ است  
 ۹- و در این کتاب که در تاریخ است  
 ۱۰- و در این کتاب که در تاریخ است

ਸਮੁੱਚੇ ਪ੍ਰਸ਼ਨ (੭) ਦੇ ਉਤਰ

۱۔ جو کہ تہذیب و تمدن کے لئے ایک نیا دور  
 ۲۔ آج کے دور میں جو کہ تہذیب و تمدن کے لئے ایک نیا دور  
 ۳۔ جو کہ تہذیب و تمدن کے لئے ایک نیا دور  
 ۴۔ جو کہ تہذیب و تمدن کے لئے ایک نیا دور  
 ۵۔ جو کہ تہذیب و تمدن کے لئے ایک نیا دور  
 ۶۔ جو کہ تہذیب و تمدن کے لئے ایک نیا دور  
 ۷۔ جو کہ تہذیب و تمدن کے لئے ایک نیا دور  
 ۸۔ جو کہ تہذیب و تمدن کے لئے ایک نیا دور  
 ۹۔ جو کہ تہذیب و تمدن کے لئے ایک نیا دور  
 ۱۰۔ جو کہ تہذیب و تمدن کے لئے ایک نیا دور

[illegible]

→ چیمبر آف کامرس

[illegible]

فقد تم بحمد الله

[illegible]

۲۰۰۰

۱- در این کتاب که در این کتاب  
 ۲- در این کتاب که در این کتاب  
 ۳- در این کتاب که در این کتاب  
 ۴- در این کتاب که در این کتاب  
 ۵- در این کتاب که در این کتاب  
 ۶- در این کتاب که در این کتاب  
 ۷- در این کتاب که در این کتاب  
 ۸- در این کتاب که در این کتاب  
 ۹- در این کتاب که در این کتاب  
 ۱۰- در این کتاب که در این کتاب

(کتابت)

# بچوں کا صفحہ

جلد ۱

نمبر ۲

## طہارت اور ایمان

مولانا غازی خدا بخش صاحب اسلامیہ مانی سکول چیمبر

اسلم - بیٹا! کیوں نہیں۔ اسے عربی میں طہارت کہتے ہیں۔ مغلیہ سلطنت کے مشہور بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر کی وفات سے چار سال پہلے دہلی کے ایک متوسط گھرانے میں ایک بچہ پیدا ہوا تھا۔ جس نے جوان ہو کر سارے ہندوستان کو ایک خاص فلسفہ دیا۔ باپ نے تو اس کا نام قطب الدین رکھا۔ لیکن دنیا میں وہ شاہ ولی اللہ کے نام سے مشہور ہے۔ اس نے جو انسانیت کے چار بنیادی اخلاق بتائے ہیں۔ ان میں پہلا خلق طہارت ہی بتایا ہے۔

اسلم - آبا جان! تو باقی تین خلق کون اسے ہیں۔  
اسلم - بیٹا! آج اتنا ہی یاد رکھو۔ وہ پھر سہی۔

## ناخوش گوار فضا

بیشتر بچوں کے گھروں کی فضا خوشگوار

نہیں۔

یاد رہے بچے کے دماغ پر ایک شے کا اثر پڑتا ہے۔ اس کا دماغ وہ تختی ہے جس پر ہر نقش آسانی سے جم جاتا ہے۔ کوئی شخص گندی فضا میں رہنا پسند نہیں کرتا۔ ہاں جس کی فطرت مسخ ہو چکی ہو۔ وہ اسے پسند کر لیتا ہے جس گھر میں نیکی ہو۔ ہر شے ستھری ہو۔ بچہ اس کے زیر اثر نہایت اچھا ہو جاتا ہے۔ جس گھر میں علم کا چراغ ہو۔ قدرتی طور پر اس گھر میں سچے سچے دماغ کے دل و دماغ میں علم سے ایک خاص لگاؤ پیدا ہو جاتا ہے۔ جہاں چوری کا مال تقسیم ہوتا ہے۔ چور ہوتا ہے۔ لغو باتیں کی جاتی ہیں۔ وہاں کا بچہ بھی بری عادتوں کا شکار ہو جاتا ہے۔

حقیقت میں بہتر انسان وہی ہے جو ساری دنیا کے انسانوں سے انس و محبت کے جذبات اپنے دل میں رکھتا ہو۔ اور لوگوں کو فائدہ پہنچانے کی فکر میں ہی نہ ہو۔ بلکہ حقیقی طور پر انہیں فائدہ پہنچاتا ہو۔ اگر وہ انسانوں کے کسی گروہ سے لڑتا بھی ہو۔ تو اسی خیال سے کہ اگرچہ یہ انسانیت کا عضو ہے۔ لیکن اس میں ظلم و بے انصافی کا ایسا ناسور پیدا ہو چکا ہے۔ جس کی وجہ سے اس ظالم و بے انصاف گروہ کا جنگ کے پریشں سے کاٹ دینا ہی بہتر ہے۔ تاکہ بقیہ تمام انسانیت محفوظ ہو جائے۔ ورنہ ناسور ایک ایسا پھوڑا ہوتا ہے۔ جو آہستہ آہستہ تمام جسم میں پھیل کر موت کا باعث بن جاتا ہے۔ گویا اس مرو مجاہد کا لڑائی لڑنا بھی بقیہ انسانیت سے انس و محبت کی دلیل ہے۔ یہ انسانوں کو انسانوں کی غلامی سے نجات دلا کر اصلی اور حقیقی حسین خداوند تعالیٰ سے ان کا تعلق جوڑتا ہے۔ یہی حقیقی دین ہے۔ جو خالق اور مخلوق دونوں سے تعلق صحیح رکھتا ہے۔ اسی دین کو باقی تمام دینوں پر غالب رکھنا چاہئے۔ یہ ہے۔ پیغمبر اس بیرونی پاکیزگی اور صفائی کے اثر کا جو دل پر پڑتا ہے۔ اس کے لئے کسی باخدا عالم کی صحبت میں بیٹھنا بھی ضروری ہے۔

اسلم - آبا جان! آپ کی عمدہ اور مفید باتوں کو میں نے خوب غور سے سنا ہے۔ میں آئندہ خوب پاک صاف رہنے کی کوشش کروں گا۔ اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین کروں گا۔ لیکن یہ تو فرمائیں۔ یہ پاک صاف رہنا جس میں بدن، لباس اور ارد گرد کی صفائی اور باطن کی پاکیزگی سب شامل ہیں۔ اسے کوئی ایک نام دیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم  
اسلم - آبا جان! جب میں نہا دھو کر وضو کر کے پاک جسم کے ساتھ پاک صاف کپڑوں میں ہوتا ہوں۔ تو میرا جی چاہتا ہے۔ کہ میں اپنے رب کی عبادت کروں۔ اسلم - بیٹا! اسی لئے تو پاکیزگی کو نصف ایمان کہا گیا ہے۔ انسان تو انسان بل جیون ہے۔ اسے بھی کئی دفعہ بچے سے منہ صاف کرتے دیکھا ہوگا۔ کتنا جو جس سے بیٹھتا ہے۔ تو اپنی دم سے جگہ صاف کر لیتا ہے۔ بدن اور کپڑوں کے علاوہ جگہ کا پاک صاف ہونا بھی ضروری ہے۔ باہر کی صفائی کا اثر انسان اپنے اندر محسوس کرتا ہے۔ اور اندرونی صفائی کا اثر انسان کے اخلاق پر پڑتا ہے۔ دل پاک ہو۔ تو انسان خیالات کی گندگی سے دور رہتا ہے اس کے کی گندگی سے دور رہتا ہے۔ اس کے دل میں کسی کو زبان سے یا ماتھے سے تکلیف پہنچانے کا خیال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ وہ ہر وقت اسی سوچ بچار میں رہتا ہے۔ کہ میں اس وقت کسی کو کیا فائدہ پہنچا سکتا ہوں۔ اس لئے کہ نیکی کے فائدے کا اسے یقین ہے۔ اور یقین کا نام ہی ایمان ہے۔ جس طرح ظاہر کی صفائی، باطن پر اثر ڈالتی ہے اسی طرح حلال چیز جو خلق سے نیچے جاتے۔ وہ پاک صاف بھی ہو۔ تو زیادہ اچھے اخلاق پیدا کرتی ہے ہندا خوراک صرف حلال ہی نہ ہو۔ بلکہ طیب بھی ہو۔ یعنی صاف ستھری ہو۔ اس میں میل کچل نہ ہو۔

قرآن حکیم میں خداوند تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ اپنے آپ کو پاک رکھو۔ گندگی سے دور رہو۔ اس سے بھی ظاہر اور باطن دونوں کی صفائی مطلوب ہے۔ نہ ظاہری جسم پر نجاست اور میلہ کی ہو۔ اور نہ اندر دل و دماغ





## بقیہ خلیفہ غلام محمد صاحب

بالالتزام فرمایا کرتے تھے۔ غلام کو کسی اس کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔

### نماز تہجد

نماز تہجد کا خاص اہتمام فرمایا کرتے تھے۔ کل آٹھ رکعت غل تہجد اور دو رکعت تہجد الوضوء اور فرمایا کرتے تھے۔ صبح صادق کے بعد نماز فجر تک مراقبہ فرماتے۔ فجر کی سنت اور فرض کے درمیان بلاناغہ مسنون طریق پر استعمال فرمایا کرتے تھے۔ حوائج ضروریہ سے فارغ ہونے کے بعد وضو نامیں اہتمام سے فرماتے۔ پھر دو رکعت نماز تہجد الوضوء فرماتے۔ بعد از ان الحمد للہ دس بار۔ اللہ اکبر دس بار سبحان اللہ و بحمدہ دس بار۔ لا الہ الا اللہ دس بار۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم میں بار۔ استغفر اللہ دس بار۔ پھر کرتا تھا کریم دعا مانگتے اللہم انی اعوذ بک من ضیق الدنیا ومن ضیق یوم القیمۃ۔

اس کے بعد آٹھ رکعت نفل نماز تہجد ادا فرماتے۔ نام طور پر تین بار قل ہو اللہ ایکہ یک رکعت میں تلاوت فرماتے۔ کبھی کبھی ایت الکرسی۔ اسن رسول۔ یا کوئی اور سورہ بھی تلاوت فرماتے۔

### حلقہ ذکر

بعد از نماز مغرب قادری خاندان کے دستور کے مطابق حلقہ ذکر بالاتزام ہوتا تھا۔ جس میں حضرت آیام صحت میں خاص اہتمام سے شرکت فرماتے اور خود ذکر کرواتے۔ علالت یا عدم موجودگی میں حضرت کے داماد حضرت مولانا عبدالقادر صاحب حلقہ ذکر منعقد کروایا کرتے۔ ذکر چہر ہوتا تھا۔ تہجد کے وقت بھی ذکر کا اہتمام تھا۔

### ج

ایک فریضہ ج ادا فرمایا۔ حجاج کی واپسی پر ان کے حالات خاص دلچسپی سے سماعت فرماتے

### انتقال

آخری ایام میں بہت دنوں تک آپ پر استغراق کی حالت طاری رہی عوام اس کو مدہوشی کہتے ہیں۔ ۱۹۳۵ء ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ مطابق ۲۲ مارچ ۱۹۳۵ء کی درمیانی رات یعنی سہ شنبہ کو ۲ بجے رات آپ نے انتقال فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون مدفن کے متعلق بعض حضرات کی رائے تھی کہ جس جگہ انتقال فرمایا۔ وہیں دفن کیا جائے۔ لیکن حضرت کے بڑے صاحبزادہ میاں علیہ السلام صاحب مدظلہ العالی نے قبرستان میں دفن کرنے کا فیصلہ کیا۔ مزار دین پور شریف ریاست بہاولپور میں ہے۔

اور نہ کوئی عمارت ہے

### کلمات

حضرت کے کلمات کا ذکر تو پہلے آچکا ہے۔ باقی اس عنوان کے ماتحت ذکر کئے جاتے ہیں۔ تاکہ قارئین کرام حضرت کا صحیح مقام سمجھ سکیں۔

میاں بڑا فقیر سے نسل ہے۔ کہ جب حضرت علیہ الرحمۃ حج پر تشریف لے گئے۔ تو میں خدمت گزار کے لئے ساتھ تھا۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ حرم میں میں نے ایک سیاہ فام حبشی غلام کو دیکھا۔ کہ ایک دوازے کے کنارے کھڑا ہے جب حضرت داخل ہوئے۔ تو وہ خاموشی سے آگے بڑھا اور حضرت کو بوسہ دے کر اپنی جگہ پر جا کھڑا ہوا۔ حضرت بھی خاموشی سے آگے تشریف لے گئے۔ طواف سے واپسی پر اس نے پھر بوسہ دیا۔ اور اپنی جگہ پر جا کھڑا ہوا۔ میرے دریافت کرنے پر حضرت نے فرمایا۔ کہ وہ اس علاقے کا قطب تھا جن کے استقبال کے لئے قطبیں وہ کم از کم قطب تو ضرور ہوگا۔

ایک دفعہ حضرت علیہ الرحمۃ ساگ ٹوڑنے کے لئے ایک لڑکے کو ہمراہ لے گئے۔ وہ لڑکا شہر گجرات پنجاب کا رہنے والا تھا۔ آپ نے اس سے فرمایا۔ کہ جلدی جلدی ساگ ٹوڑو۔ تاکہ جماعت کے لئے وقت پر پک سکے۔ خود بھی توڑ کر ٹوکے میں ڈالتے جاتے اور اس سے بھی فرماتے جاتے۔ جب آپ نے تین بار فرمایا۔ تو اس نے عرض کی کہ جب میں ہاتھ قریب لے جاتا ہوں۔ تو وہ لا الہ الا اللہ کا ذکر شروع کر دیتے ہیں۔ جب ہاتھ روک لیتا ہوں۔ تو خاموش ہو جاتے ہیں۔ حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ اچھا اب توڑو۔ جب اس نے توڑنا شروع کیا۔ تو اب وہ اسے ذکر نہ معلوم ہوتے تھے۔ یہ یاد رہے کہ انہوں نے ذکر کرنا بند نہیں کیا۔ بلکہ لڑکے کے قلب پر جو کلام کی توجہ تھی۔ وہ جب ہٹائی گئی۔ تو اسے خاموش نظر آئے لگے۔ جب تک ان کی توجہ تھی۔ تو ذکر معلوم ہوتے تھے۔ پھر آپ نے لڑکے سے فرمایا۔ یہ راز کسی پر ظاہر نہ کرنا۔ وہ بچہ ہی تو تھا۔ چند دن تو اس نے صبر کیا۔ بالاخر راز فاش کر دیا۔ اس کے بعد چند دن ہی زندہ رہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون حافظ گل محمد صاحب میاں بیوں فقیر مرحوم سے نقل کرتے ہیں۔ کہ حضرت کے پیرو مرشد حضرت حافظ صاحب نے فرمایا۔ کہ میرے مرنے کے بعد میری جگہ کو نہ دیکھتے رہنا۔ بلکہ دین پور شریف چلے جانا۔ جس ہستی کا اپنے مرشد کی نظر میں یہ درجہ ہو۔ وہ اگر مرجع عوام و خواص ہو تو یہ دونوں کے کمال کا زندہ ثبوت ہے۔ اللہم جعلنہ من اتباعہ۔

قادری محمد ابراہیم صاحب فرماتے ہیں۔ کہ ایک دن نماز عصر کے بعد میں حضرت کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ علمائے کرام اور حضرات کی ایک جماعت حاضر خدمت۔

قادری محمد ابراہیم صاحب فرماتے ہیں۔ کہ ایک دن نماز عصر کے بعد میں حضرت کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ علمائے کرام اور حضرات کی ایک جماعت حاضر خدمت۔

جا بیٹھا۔ تھوڑی دیر بعد علمائے کرام میں سے ایک نے عرض کی کہ حضرت اگر اجازت ہو۔ اور آپ خفا نہ ہوں تو بندہ کچھ عرض کرنا چاہتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ فقیر ناراض کیوں ہوگا۔ اس کے بعد مسکرا کر فرمایا۔ کہ آپ نے جو کہنا ہو کہئے۔ مولوی صاحب نے عرض کی کہ حضرت آپ کے پاس کبھی کوئی جن خدا اور رسول اللہ کا نام پوچھنے آیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں۔ جب میں درمیانی عمر کو پہنچا۔ تو اس وقت دو جن کا بل سے بغرض سیر و سیاحت روانہ ہوئے۔ دین پور پہنچ کر وہ اس نیم کے درخت پر آ بیٹھے۔ اس درخت کی دو بڑی بڑی شاخیں ہیں۔ حضرت نے دو انگلیوں سے اشارہ کر کے فرمایا۔ کہ ہر ایک علموہہ علیحدہ شاخ پر بیٹھ گیا۔ ان کے دریا فت کرنے پر میں نے ان کو اللہ اور حضور کا راستہ بتلایا۔ اس کے بعد وہ چلے گئے۔ پھر کبھی نہیں آئے۔ کہتے ہیں۔ وہ نیم کا درخت اب تک موجود ہے۔ یہ یاد رہے کہ نبی اکرمؐ بنی اشقلین ہیں۔ یعنی جنوں اور انسانوں دونوں کی طرف مبعوث ہوئے۔ آپ کے دصال کے بعد آپ کے دروازے کے غلاموں نے بھی وقتاً فوقتاً جنوں کو ہدایت کا راستہ بتلایا۔ ایسے حضرات سلف صالحین میں بھی تھے اب بھی موجود ہیں۔ قیامت تک رہیں گے۔

ایک سندھی فقیر کہتے ہیں۔ کہ ایک طالب العلم نے کنواں چلایا۔ اور میں نے پانی کا کوزہ بھرا۔ حضرت نے سامنے تشریف فرماتے۔ اور سب کچھ ملاحظہ فرما رہے تھے ہم دونوں کو بلا کر مجھ سے فرمایا۔ کہ یتیم سے سعادت یعنی منہ ہے۔ پھر ننگر سے دوٹی منگوا کر اس لڑکے کو مزدوری عطا فرمائی۔ اللہ اللہ کتنا بلند اخلاق ہے اللہم جعلنہ من اتباعہ۔

حضرت علیہ الرحمۃ ہر اس چیز سے منع فرمایا کرتے تھے۔ جس میں دوسرے کی تکلیف کا ادنیٰ سا بھی شائبہ ہوتا تھا۔ مثلاً کسی کی کبیتی میں سے گزرتا۔

دوران سفر میں اگر سواروں کی کمی ہوتی۔ تو باری مقرر فرماتے۔ فیروز کے لئے بھی۔ اور اپنی ذات کے لئے بھی باری مقرر ہوتی تھی۔ یعنی آپ یا پیادہ چلتے۔ اور کوئی فقیر سوار ہوتا۔ کبھی فقیر پیدل چلتا۔ اور آپ سوار ہوتے۔ یہی حضورؐ اور صحابہ کرامؓ کا مسلک تھا۔

حضرت بلالؓ ٹیسنس بند دقین اور تلواریں لٹکارتے تھے۔ بندوق بہت اچھی چلاتے جاتے تھے۔ اوتے ہوئے جانوروں کو نشانہ بنا کر گرا لیتے تھے۔

ایک دفعہ آپ کے بڑے بھائی میاں محمد اسماعیل صاحب جن کا اس مضمون کے شروع میں ذکر آچکا ہے۔ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا وطن یعنی ضلع جھنگ تشریف لے چلئے۔ اور اللہ کا دیا ہوا فوق با افراط موجود ہے۔ فارغ رہ کر اللہ اللہ کرتے رہیں۔ آپ نے ہاں میں ہاں ملکا کر فرمایا۔ کہ یہاں مرشد کا قرب ہے۔ پھر ریاست بھی اسلامی ہے۔ آپ نے ہائداد کا بھی حصہ لینے سے انکار فرمایا۔ دنیا دار ہائداد کے لئے لڑتے



